مسلمان کے مسلمان پر حقوق

مجتبیٰ فاروق ○

اسلام نے حقوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک کو ہم حقوق اللہ اور دوسرے کو حقوق العباد کے نام سے جانتے ہیں۔ دونوں کی اہمیت وافادیت مسلّم ہے اور ان کا پاس ولحاظ رکھنا اسلام کی نگاہ میں انتہائی ضروری ہے۔ مسلمان کے مسلمان پر حقوق کے ضمن میں چند گزارشات پیش ہیں:

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے!

اسلام نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا دینی بھائی قرار دیا ہے۔ جس طرح سے ایک حقیقی بھائی اپنے بھائی کے جان و مال اور اس کی عزت و آبرو کا محافظ اور ضامن ہوتا ہے، اس کی ہر ضرورت وحاجت کو ملحوظ رکھتا ہے، بالکل اسی طرح دینی بھائی اس کے لیے نہ صرف نگہبان ہوتا ہے بلکہ اس کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے جذبات واحساسات کی بھی قدر کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ جس طرح سے خونی رشتے مضبوط ہوتے ہیں اسی طرح ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے جو ایمانی رشتہ ہوتا ہے اسے نہ صرف قائم ودائم بلکہ مزید سے مزید تر مستحکم بنانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات ۴۹:۱۰) ”بے شک اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہے“۔

اہل ایمان کو آپس میں بھائی بھائی قرار دینے کے بعد یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات ۴۹:۱۰)، یعنی آپس میں دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو۔ چنانچہ اپنے بھائی کی اصلاح حال کی فکر کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آپس میں

○ ریسرچ اسکالر ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ

ہمدرد و غم گسار اور شفیق و حلیم بن کر رہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے اس کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی:

> مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو کسی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ اس کی ضرورت پوری فرماتا ہے اور جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے کوئی مصیبت دُور کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دُور کرے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری فرمائے گا۔(بخاری)

ایک مسلمان کسی بھی تکلیف، مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ اس کے مسلمان بھائی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو مصائب اور پریشانیوں سے آزاد کرے۔ اگر اس کو کوئی حاجت پیش ہو تو اس کی حاجت روائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ اگر وہ بیمار ہو تو اس کے علاج کا انتظام کرے اور اس کے دکھ درد کو دُور کرنے کا ذریعہ بنے۔ اس کو کسی ظلم و جبر کے شکار ہونے سے بچائے۔ اس کو نصیحت کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھے۔ اس کو نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائی سے نفرت پیدا کرنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔ علاوہ ازیں اس کے بال بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی خیال رکھے۔

مسلمان مسلمان کا آئینہ ھے!

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے آئینے کی طرح ہوتا ہے۔ آئینہ انسان کو اس کے جسم پر اور بالخصوص اس کے چہرے پر جو داغ دھبے ہوتے ہیں وہ ان کو من و عن دکھاتا ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی کمی بیشی نہیں کرتا۔ آئینہ ہی ایک ایسی چیز ہے جو ایک انسان کو اس کی موجودہ حالت کو پوری دیانت داری سے دکھاتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے ایک مومن کو دوسرے مومن کا آئینہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے۔ اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کی عدم موجودگی اس کی نگہبانی کرتا ہے۔(سنن ابوداؤد)

آئینہ کسی بھی شخص کو غلط فہمی میں نہیں رکھتا ہے اور نہ کسی کو دھوکا ہی دیتا ہے بلکہ وہ اس کو اپنی اصل ہیئت و شکل سے بخوبی آگاہ کرتا ہے تب جا کے وہ اپنی صورت اور حلیے کو ٹھیک کرتا ہے۔

بالکل اسی طرح سے مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمان کی خامیوں اور ان کے عیبوں کی بھرپور اصلاح کرنے کی کوشش کرے۔ وہ نہ صرف اپنے بھائی کے ظاہری خدوخال کو صحیح کرے بلکہ باطنی امراض کو بھی دُور کرنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔ اس کی عادات واطوار کو دُرست کرنے میں پہل کرے۔ اس کو تحفظ فراہم کرنے میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور اسے کسی بھی غیر قانونی کام میں مبتلا نہ ہونے دے اور نہ اس کو بغیر کسی جرم ہی کے قید میں دیکھنا پسند کرے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اگر کسی وقت قید میں ہو تو اس کو قید سے چھڑانے کی بھرپور کوشش کرے۔ مسلمان آپس میں جسدِ واحد کی طرح ہوتے ہیں۔ اس کی مثال اللہ کے رسولؐ نے بہت ہی جامع انداز میں یوں دی: ''آپس کی محبت اور شفقت میں مسلمانوں کی مثال ایک جسد واحد کی سی ہے کہ اگر کسی عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم اس کے لیے بے خواب اور بے آرام ہو جاتا ہے''۔ (مشکوٰۃ، کتاب الادب)

مسلمان مسلمان کا خیر خواہ ھوتا ھے !

مسلمان جس امت سے تعلق رکھتا ہے وہ خیر امت کہلاتی ہے۔ خیر امت کا بنیادی کام یہ ہے:

> اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (اٰل عمرٰن ۳:۱۱۰) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

خیر اُمت اور خیر خواہی کا سب سے اہم تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مطلق سچائی اور اُخروی کامیابی کی طرف بلاتا رہے اور اس کو دوسرے افکار و نظریات اور مذاہب کے برے اثرات سے محفوظ رکھے۔ دین ہر ایک کے لیے نصیحت ہے۔ اس لیے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: اَلدِّيْنُ نَصِيْحَةٌ، یعنی دین سراپا نصیحت ہے۔ یہ جملہ اللہ کے رسولؐ نے تین مرتبہ دُہرایا۔ اس کے بعد ایک صحابی نے عرض کیا کہ یہ کن کے لیے نصیحت ہے؟۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، مسلم حکمرانوں اور تمام مسلمانوں کے لیے۔ (ترمذی)

'خیر' کے لغوی معنی فائدہ، بھلائی اور نفع کے ہیں اور اس کے اصطلاحی معنی کسی چیز کو بہتر طریقے سے اپنے کمال تک پہنچانے کے ہیں۔ امام راغب کے مطابق 'النصح' کسی ایسے قول یا فعل کا

قصد کرنے کو کہتے ہیں جس میں دوسروں کی خیرخواہی ہو۔ ہر ایک کے ساتھ خیرخواہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سب کے ساتھ خیرخواہی کرنا ہی حقیقتاً دین داری ہے۔ اگر مسلمان بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ، قرآن مجید اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیرخواہی اور وفاداری نہ کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے چاہتا ہو۔ حضوؐر نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے واسطے وہی بات نہ چاہے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہو''۔(بخاری، کتاب الایمان)

ایک مومن دوسرے مومن کا خیرخواہ ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ خیرخواہی کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے ہدایت اور اسلام پر ثابت قدم رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔

دین سے آگاہ کرتا ھے!

ایک مسلمان کے اوپر یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو علم کی روشنی سے منور کرے۔ اگر وہ خود اسے علم نہ سکھا سکے تو وہ اس کام کے لیے کسی دوسرے فرد کو تعینات کرے۔ علم وحکمت ایک ایسی دولت ہے جو دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ علم وحکمت ہی تمام بھلائیوں کی کنجی ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ (البقرہ ۲:۲۶۹) جسے حکمت عطا کی گئی اسے بہت بڑی دولت عطا کی گئی۔

دوسری جگہ علم وحکمت کے حصول کے لیے ابھارا گیا ہے۔ رب کریم نے فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ (طٰہٰ ۲۰:۱۱۴) اور دعا کرو کہ اے پروردگار مجھے مزید علم عطا کر۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمھارے پاس لوگ علم حاصل کرنے کی غرض سے آئیں گے۔ جب تم انھیں دیکھو تو انھیں علم سکھاؤ۔ ایک مسلمان کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اگر اس کے پاس

علم وحکمت کی بات ہوتو وہ اسے دوسرے تک پہنچائے۔(ابو ماجہ ،کتاب السنہ)

علم وحکمت کی بات کو پہنچانے کے سلسلے میں ایک مسلمان کو ہرگز بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اللہ کے رسولؐ نے اس پر سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا:''جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپائے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی'' (ابن ماجہ ،کتاب السنہ)۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو علم کی بات سکھانے کو افضل صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''افضل صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص علم حاصل کرے اور اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو سکھا دے''۔(ابن ماجہ ،کتاب السنہ)

ایک مسلمان کو علم چھپانے والوں (کتمان علم) میں اپنے آپ کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ جو مسلمان دینی تعلیم وتربیت اور اپنی عملی اور اخلاقی حالت کے لحاظ سے کمزور ہوتو دوسرے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی تعلیم وتربیت اور اصلاح کی نہ صرف فکر بلکہ کوشش بھی کریں۔

مسلمانو ں کا باھمی تعلق

مسلمانوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جڑے رہنا چاہیے۔ان کے آپس میں محبت ومودت، ملنساری اور گہرے روابط ہونے چاہییں۔انھیں ان مضبوط اینٹوں کی طرح رہنا چاہیے جو دیوار میں ایک دوسرے کا سہارا بن کر دیوار کی مضبوطی میں چار چاند لگا دیتی ہیں۔اس کی ایک مثال اللہ کے رسولؐ نے اس طرح دی ہے:''مسلمان مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا ہے'' (مسلم)۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:''مومن مومن کے لیے دیوار کی طرح ہوتا ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط بناتا ہے''۔(بخاری)

ایک مسلمان کا ایمان تب ہی پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے جب وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے سراپا خیر اور ہمدرد ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کوئی آدمی اس وقت مومن نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے لیے چاہے''۔(متفق علیہ)

مسلمان کا مسلمان پر ظلم کرنا حرام ھے!

مسلمان پر ہر قسم کی ظلم وزیادتی کرنا حرام ہے۔یہ ظلم وزیادتی چاہے اس کے سامنے کی

جائے یا اس کی پیٹھ پیچھے، دونوں صورتوں میں حرام ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے اس ضمن میں واشگاف انداز میں تنبیہ فرمائی: ''مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، مال اور اس کی آبرو پر حملہ کرنا حرام ہے''۔(مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ عالم گیر اعلان فرمایا:

تمھاری جانیں، تمھارے مال، تمھارے عزت وآبرو، تمھارے درمیان اسی طرح محترم اور مُقدس ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت تمھارے اس مہینے اور اس شہر میں محترم اور مقدس ہے۔(بخاری، کتاب الحج)

اسی طرح ظلم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ظلم سے بچو! اس واسطے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہی تاریکی ہے۔ ظلم کا مرتکب شخص ہر حال میں نقصان اور خسارے میں رہے گا اور ظالم کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رُسوا کن عذاب میں مبتلا کرے گا۔(بخاری، حدیث رقم: ۲۴۴۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا (الفرقان ۲۵:۱۹) اور جو بھی تم میں سے ظلم کرے اسے ہم سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

ظلم کے علاوہ ایک مسلمان پر یہ بھی حرام کیا گیا کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو ڈرائے اور دھمکائے یا اس کو کسی بھی قسم کے ہتھیار سے خوف زدہ کرے۔ اور جو کوئی ایسا کرے وہ گویا کہ مسلمان ہی نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پُرزور الفاظ میں ارشاد فرمایا: ''جس نے ہم پر اسلحہ یا ہتھیار ظاہر کیا وہ ہم میں سے نہیں'' (ابن ماجہ)۔ اس کی مزید وضاحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فرمائی: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ قتلِ ناحق کے نتیجے میں جہنم کے گڑھے میں جا گرے''۔ اللہ کے رسولؐ نے ہتھیار ظاہر کرنے والے شخص کو لعنت کا مستحق ٹھیرایا۔ ''مسلمان پر ہتھیار سے اشارہ کرنے والے پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں''۔(ترمذی)

اسلام تو اپنے مسلمان بھائی کو گالی دینے یا اس پر ہاتھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دیتا کجا کہ وہ اس کے خلاف ہتھیار یا اسلحہ اٹھائے۔ جو شخص اپنی شرارتوں سے اپنے مسلمان بھائی کو پریشان کرتا رہتا ہو اور اپنی کمینگی کی وجہ سے اس کے سُکھ اور چین پر شب خون مارتا ہو، تو وہ مومن نہیں ہے۔ لہٰذا، ایک مسلمان کو اس بات پر چوکنا رہنا چاہیے کہ اس سے کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچ رہی ہے؟

مسلمان کو حقیر سمجھنا حرام ہے!

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو خلیفہ کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ مکرم بھی بنایا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت و احترام کرنے میں کسی بھی کوتاہی سے گریز کرے۔ باہمی عزت و احترام خوش گوار ماحول کی ضمانت ہے۔ اس کے برعکس ایک دوسرے کو حقیر سمجھنا یا جاننا خوش گوار ماحول کو بگاڑنے کا ایک اہم سبب ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر استہزا کرنے سے منع فرمایا کیوں کہ باہمی تعلقات کے بگڑنے کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں''۔(الحجرات ۴۹:۱۱)

ایک شخص دوسرے شخص پر استہزا اور مذاق اسی وقت کرسکتا ہے جب وہ اپنے آپ کو اعلیٰ و برتر اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھتا ہو اور انھیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہو۔ ایک دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کا رجحان عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس لیے انھیں قرآن میں الگ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ حضوؐر نے اس ضمن میں ارشاد فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی اپنی پڑوسی عورت کا استہزا نہ کرے''۔(بخاری)

کسی کو حقیر جاننا، اپنے سے کم تر سمجھنا اور استہزا کرنا ایک گھناؤنا فعل ہے جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں واضح انداز میں موجود ہے۔ حدیث کے مطابق حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر

جاننا جنت میں جانے کی رکاوٹ بن سکتا ہے (مسلم، کتاب الایمان)۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ''آدمی کے بُرا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے'' (مسلم)۔ لہٰذا اسلامی سماج کی تعمیر اور خوش گوار تعلقات کو فروغ دینے میں ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو اپنا حقیقی بھائی سمجھ کر عزت و احترام کے ساتھ اس سے تعلقات قائم کرے۔

اسی طرح سے جب ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان سے ملاقات کرنی ہو یا کوئی معاملہ درپیش ہو تو اس کے ساتھ نرمی و شفقت سے پیش آئے۔ جو شخص نرمی و شفقت کے دامن سے خالی ہو تو اللہ کے رسولؐ کی زبان میں وہ ہر خیر سے محروم ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''جو شخص نرمی کے صفت سے محروم ہو وہ ہر خیر سے محروم ہے''۔ (مسلم)

مذکورہ حقوق کے علاوہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھے عمومی حقوق ہیں۔ ان چھے حقوق کا تذکرہ حضورِ اکرمؐ نے اس طرح فرمایا:

> ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھے حق ہیں۔ پوچھا گیا: یارسولؐ اللہ! وہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جب ملاقات ہو تو اسے سلام کرے، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے، جب نصیحت کا طالب ہو تو اس کو نصیحت کرے۔ جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو یرحمک اللّٰہ کے ساتھ جواب دے۔ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، اور جب وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ان گزارشات کی روشنی میں اگر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھا جائے تو نہ صرف اخوت و محبت کو فروغ ملے گا بلکہ باہمی اصلاح اور ہمدردی و خیرخواہی کے جذبات بھی فروغ پائیں گے، نیز ظلم و زیادتی کا ازالہ بھی ہو سکے گا۔ آج اسلامی معاشرت کے اس نمونے کو عملاً پیش کرنے کی ضرورت ہے۔